3ایس سی آر سپریم کورٹ رپورٹس 167
23اگست 1961

ازعدالت الاعظمیٰ

کرشن چندر نائر

بنام

چیئرمین، سینٹرل ٹریکٹر آرگنائزیشن اور دیگران

(بی۔ پی۔ سنہا، چیف جسٹس، ایس۔ کے۔ داس، اے۔ کے۔ سرکار، کے۔ سی۔ داس گپتا اور این۔ راجا گوپالا آئینگر، جسٹسز)

ریاستی ملازمت۔ اس طرح کے روزگار کے خلاف من مانی طریقے سے پابندی لگانا۔ بنیادی حق کی خلاف ورزی۔ آئین ہند، آرٹیکل 16(1)۔

سرکاری ملازمت میں کسی شخص کے داخلے پر من مانی پابندی عائد کرنا آئین کے آرٹیکل 16(1) کے تحت ضمانت شدہ مواقع کی مساوات کے حق کی خلاف ورزی کے مترادف ہے۔

یہ آرٹیکل نہ صرف ریاستی ملازمت کے لئے درخواست دینے کے حق کی ضمانت دیتا ہے بلکہ اس درخواست کی میرٹ پر بھی غور کرتا ہے۔

نتیجتاً، اس معاملے میں، جہاں درخواست گزار پر اس طرح کی پابندی عائد کی گئی تھی، لیکن پابندی عائد کرنے والی اتھارٹی کی طرف سے اس کی درخواست کے جواب میں دائر حلف نامہ اس کی نوعیت کی نشاندہی کرنے میں ناکام رہا اور صرف اس بات کا اعادہ کیا کہ درخواست گزار کو درخواست دینے کے حق

سے محروم نہیں کیا گیا تھا اور درخواست گزار کو پابندی کے نفاذ کے خلاف اظہار وجوہات کا کوئی موقع نہیں دیا گیا تھا جس کی وجہ سے وہ واضح طور پر رک گیا تھا۔ قابلیت کی بنیاد پر درخواست پر غور کیا جا رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ آئین کے آرٹیکل 16 (1) کے تحت درخواست گزاروں کے بنیادی حق کی کھلی خلاف ورزی ہوئی ہے۔

حلف نامے میں درست، جامع اور واضح بیانات کی ضرورت پر زور دیا جانا چاہیئے۔

اصل دائرہ اختیار : 1957 کی پٹیشن نمبر 107۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لئے آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت عرضی۔

ڈی ڈی چاولہ، جہاں تک درخواست گزار ہیں۔

جواب دہندگان کی جانب سے سالیسٹر جنرل آف انڈیا سی کے دپتری، ایچ جے امریگر اور ٹی ایم سین شامل ہیں۔

23 اگست 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

چیف جسٹس سنہا : آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت یہ عرضی مدعا علیہان کو سرکاری ملازمت میں ان کے داخلے کے خلاف عائد پابندی ہٹانے کے لئے ایک رٹ یا کوئی اور مناسب رٹ یا ہدایت دینے کی درخواست کرتی ہے۔ درخواست کے جواب دہندگان یہ ہیں:

1۔ چیئرمین، سینٹرل ٹریکٹر آرگنائزیشن، وزارت خوراک وزراعت، حکومت ہند، نئی دہلی۔

2۔ سکریٹری، خوراک اور زراعت کی وزارت، نئی دہلی۔

3۔ سکریٹری، وزارت داخلہ، حکومت ہند، نئی دہلی۔

عرضی کی بنیاد اس پر رکھی گئی ہے۔مندرجہ ذیل الزامات درخواست گزار ایک تربیت یافتہ مشین مین ہے۔1948 میں، وہ سینٹرل ٹریکٹر آرگنائزیشن میں مشین مین کے طور پر کام کر رہے تھے۔ وہ سرکاری ملازمت میں رہے اور اس سروس میں اپنا اچھا حساب پیش کیا یہاں تک کہ 16 ستمبر 1954 کو ایک نوٹس کے ذریعے ان کی خدمات ختم کر دی گئیں۔ان کی خدمات کو ختم کرنے کا دفتری حکم نامہ نمبر 375 درخواست کے ضمیمہ 'اے' میں ہے اور ان شرائط میں ہے:

ڈاکٹر تاراچند کے بیٹے کے سی نیر کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس تنظیم میں اب ان کی خدمات کی ضرورت نہیں ہے۔اس کے مطابق جس تاریخ کو انہیں یہ نوٹس دیا جائے گا اس تاریخ سے ان کی خدمات فوری طور پر ختم کر دی جائیں گی۔سینٹرل سول سروس (عارضی سروس) رولز کے رول 5 کے تحت ایک ماہ کے نوٹس کے بدلے جناب کے سی نیر کو اس مدت کے لئے تنخواہ اور الاؤنس دیا جائے گا۔تاہم الاؤنسز کی ادائیگی ان شرائط سے مشروط ہو گی جن کے تحت اس طرح کے الاؤنسز بصورت دیگر قابل قبول ہیں۔

درخواست گزار نے اپنی ملازمت ختم کرنے کے مذکورہ حکم کے خلاف اپیل کی لیکن 6 دسمبر 1954 کو ان کی اپیل مسترد کر دی گئی۔اس کے بعد درخواست گزار نے درخواست دی اور مندرجہ ذیل شرائط میں سرٹیفکیٹ حاصل کیا (ضمیمہ سی)

انہوں نے کہا کہ اس بات کی تصدیق کی گئی ہے کہ جناب کرشن چندر نائیر نے اس میں خدمات انجام دیں۔ 13-5-1948 سے 21-9-1954 تک 185-6-125 روپے کے پیمانے پر مشین مین کے طور پر تنظیم سینٹرل سول سروس (عارضی سروس) رولز، 1949 کے رول 5 کے تحت ان کی خدمات ختم کر دی گئیں۔

مذکورہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد، درخواست گزار نے حکومت کے تحت تقرری کے لئے متعدد درخواستیں دیں، لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ بعد میں" درخواست گزار کو مایوسی ہوئی کہ مدعا علیہان نے درخواست گزار کو کبھی بھی سرکاری ملازمت میں لے جانے پر پابندی عائد کر دی ہے" ۔مبینہ پابندی مندرجہ ذیل میمورنڈم (ضمیمہ ڈی) میں شامل ہے۔

9 ستمبر 1955 اور 21 ستمبر 1955 کو ان کی درخواستوں کے حوالے سے دستخط کرنے والے کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ سابق مشین مین جناب کے سی نیر کو مطلع کریں کہ حکومت ہند کو ان کی ملازمت پر عائد پابندی ہٹانے میں ناکامی پر افسوس ہے۔

درخواست گزار کا کہنا ہے کہ اس پابندی نے سرکاری ملازمت کے معاملے میں ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا ہے۔ درخواست گزار نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ریاست پنجاب کے لئے ہائی کورٹ آف جسٹس کی دہلی کی سرکٹ بنچ سے رجوع کیا، لیکن اس عدالت کی ڈویژن بنچ نے 12 ستمبر 1956 کے اپنے حکم کے ذریعہ اس کی درخواست کو خارج کر دیا اور اس عدالت میں اپیل کرنے کے لئے ضروری سرٹیفکیٹ دینے کی درخواست بھی 26 اپریل کو بنچ نے خارج کر دی۔ اس عدالت کو آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت 20 اگست 1957 کو ایک عرضی کے ذریعے پیش کیا گیا تھا۔

عرضی کا جواب مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن، مرکزی ٹریکٹر آرگنائزیشن، وزارت خوراک وزراعت، حکومت ہند، نئی دہلی کے قائم مقام چیئرمین جناب جی پی داس کے حلف نامہ میں شامل ہے، یہ دستاویز 23 پیراگرافوں پر مشتمل ہے، اور جو بھی مذکورہ جواب دہندگان کی طرف سے حلف نامہ کی شکل میں جواب تیار کرنے کا ذمہ دار ہو سکتا ہے، وہ مختصر یا درستگی کا الزام نہیں لگا سکتا۔ یہ تکرار سے بھرا ہوا ہے، لیکن جیسا کہ فی الحال ظاہر ہوگا، درخواست گزار کی طرف سے اٹھائے گئے بنیادی اعتراض کا جواب نہیں دیتا ہے، جس کی بنیاد او پر دیئے گئے ضمیمہ 'ڈی' پر ہے۔ اس عام درخواست پر مشتمل ہونے کے علاوہ کہ یہ عرضی "مکمل طور پر غلط اور قانون کے مطابق ناقابل قبول ہے"، مدعا علیہان کی طرف سے مذکورہ حلف نامہ میں کہا گیا ہے کہ سینٹرل ٹریکٹر آرگنائزیشن حکومت ہند کی وزارت زراعت کے تحت ایک عارضی تنظیم ہے۔ کہ درخواست گزار کو خالصتاً عارضی ہاتھ کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ اور یہ کہ اس نوٹس کے بدلے اور کوئی وجہ بتائے بغیر کسی بھی وقت ایک ماہ کا نوٹس یا ایک ماہ کی تنخواہ دے کر اس کی خدمات ختم کی جا سکتی ہیں۔ اس بیان کو ایک سے زیادہ بار دہرایا گیا ہے کہ درخواست گزار کی خدمات سینٹرل سول سروس (عارضی سروس) رولز، 1949 کے قاعدہ 5 کے مطابق باقاعدہ طور پر ختم کر دی گئی تھیں۔ درخواست گزار کی بنیادی شکایت کا حوالہ دیتے ہوئے، جو پیراگراف 6 اور 7 میں شامل ہے، خاص طور پر ضمیمہ 'ڈبلیو' میں موجود میمورنڈم کے حوالے سے،

جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے، جواب ان شرائط میں ہے:

عرضی کے پیرا گراف 6 اور 7 کا حوالہ دیتے ہوئے میں یہ تسلیم نہیں کرتا کہ مدعا علیہان نے درخواست گزار کو سرکاری ملازمت میں لے جانے پر پابندی عائد کی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ درخواست گزار کو کسی بھی سروس کے لئے درخواست دینے کے حق سے محروم نہیں کیا گیا تھا، اور یہ کہ درخواست گزار کو سرکاری ملازمت میں تقرری کا کوئی حق نہیں تھا۔لیکن یہ ہے. عرضی میں کہا گیا ہے کہ درخواست گزار کسی بھی سرکاری ملازمت کے لئے درخواست دینے کا حق دار ہے اور اس طرح کی درخواست پر اس کے میرٹ کی بنیاد پر غور کیا جائے گا۔

پھر پیرا گراف 12 میں، مذکورہ بالا قاعدے کے تحت ان کی ملازمت کے عارضی، کردار اور اس کی برطرفی کا حوالہ دینے کے بعد، مندرجہ ذیل اسٹیٹ بیانات دیئے گئے ہیں:

درخواست گزار کی جانب سے لگائی گئی پابندی کے حوالے سے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ خالصتاً مستقبل کی رہنمائی کے لئے محکمانہ ہدایت تھی جو کسی بھی طرح سے درخواست گزار کو حکومت کے تحت کسی بھی عہدے کے لئے درخواست دینے سے روکتی ہے یا نہیں کرتی ہے، اور درخواست گزار کی اس طرح کی درخواست کو میرٹ کی بنیاد پر قبول کیا جائے گا اور درخواست گزار کو حکومت کے تحت کسی بھی عہدے کے لئے درخواست دینے سے نہیں روکا جائے گا جیسا کہ اس نے اپنی درخواست میں الزام لگایا ہے۔ چونکہ درخواست گزار سینٹرل سول سروس (عارضی سروس) رولز، 1949 کے رول 5 کے تحت چلایا جاتا ہے، اس لئے کسی بھی شوکاز نوٹس کے اجراء کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں تک پابندی کے سوال کا تعلق ہے تو یہ بھی عرض کیا جاتا ہے کہ درخواست گزار کی جانب سے سینٹرل ٹریکٹر آرگنائزیشن کے چیئرمین کو بحالی کے لئے اپنی نمائندگی پیش کرنے کے بعد حکومت نے اس پر غور کیا جس نے تمام حالات اور درخواست گزار کے پس منظر کو مدنظر رکھا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ اسے بحال کرنا مناسب نہیں ہوگا۔

حلف نامہ جس لاپرواہی اور غیر ذمہ دارانہ انداز میں تیار کیا گیا ہے اس کی مزید وضاحت حلف نامہ کے پیرا گراف 13 میں درج ذیل بیان سے ہوتی ہے:

درخواست کے پیرا گراف 11 کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ درخواست گزار آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس معزز عدالت سے رجوع کرنے کا حق دار نہیں ہے کیونکہ پنجاب ہائی کورٹ سرکٹ بنچ کے فیصلے سے اس معزز عدالت کے سامنے خصوصی اجازت کی درخواست 26 اپریل 1957 کو خارج کر دی گئی تھی اور اس معزز عدالت نے 26 اپریل کو مذکورہ خصوصی اجازت کی درخواست مسترد کر دی تھی۔ 1957 فریقین کے درمیان حتمی ہے اور موجودہ درخواست کے خلاف اسے عدالتی حیثیت دی جانی چاہیے۔

اس کا اعادہ پیرا گراف 23 میں کیا گیا ہے، جو درج ذیل ہے:

مذکورہ عرضی کے گراؤنڈ 10 اور 11 کا حوالہ دیتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ درخواست گزار کو اس معزز عدالت کے سامنے درخواست دائر کرنے کا کوئی بنیادی حق نہیں ہے جیسا کہ اس نے کرنے کی کوشش کی ہے۔ درخواست گزار پہلے ہی اپنے تمام طریقے استعمال کر چکا ہے اور اس معزز عدالت نے خصوصی اجازت کے لئے اس کی درخواست کو مسترد کرنے پر بھی خوشی کا اظہار کیا اور اس طرح یہ عرض کیا جاتا ہے کہ موجودہ درخواست مکمل طور پر غلط ہے اور اسے قیمت کے ساتھ خارج کیا جانا چاہئے۔

یہ واضح ہے کہ مذکورہ بالا بیانات کا مقصد یہ خیال پہنچانا ہے کہ اس عدالت نے پن جاب کے فیصلے سے اپیل کرنے کے لئے خصوصی اجازت کی درخواست پر کام کیا تھا۔ ہائی کورٹ، سرکٹ بنچ نے 26 اپریل، 1957 کے اپنے حکم کے ذریعے اسے خارج کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس عدالت میں اس طرح کی کوئی خصوصی اجازت کی درخواست دائر نہیں کی گئی تھی، اور، لہذا، حقیقت میں، اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے. ایسا لگتا ہے کہ ہائی کورٹ نے ضروری سرٹیفکیٹ دینے سے انکار کر دیا جب اسے اس بات کی تصدیق کرنے کے لئے پیش کیا گیا تھا کہ یہ اس عدالت میں اپیل کرنے کے لئے مناسب معاملہ ہے۔ لہذا یہ واضح ہے کہ حلف نامہ تیار کرنے کا ذمہ دار شخص یا تو لاپرواہ تھا یا جاہل تھا۔ اس طرح کی غلطی کو آسانی سے ختم

نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جن لوگوں پر اس عدالت میں حلف نامہ تیار کرنے کی ذمہ داری اور ذمہ داری عائد ہوتی ہے، انہیں محتاط رہنا چاہیے اور ایسے بیانات نہیں دینے چاہئیں اور ان پر دوبارہ زور نہیں دینا چاہیے، جب حقیقت میں اس طرح کے بیانات کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

جیسا کہ پہلے ہی اشارہ کیا جا چکا ہے، درخواست گزار کے معاملے کے جواب میں حلف نامہ غیر ضروری طور پر قابل اعتراض ہے۔ لیکن یہ صرف اس کمزوری کا شکار نہیں ہے۔ یہ گمراہ کن اور من گھڑت بھی ہے۔ اگرچہ درخواست گزار نے اوپر بیان کردہ ضمیمہ 'ڈی' میں شامل پابندی کی طرف توجہ مبذول کرائی تھی، اور یہ حقیقت میں مدعا علیہان کے خلاف ان کی بنیادی شکایت تھی، لیکن درخواست کے جواب میں حلف نامہ میں ضمیمہ 'ڈی' کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا ہے اور اسے نظر انداز کرتے ہوئے، یہ تسلیم نہیں کیا گیا ہے کہ مدعا علیہان نے درخواست گزار کو سرکاری ملازمت میں لے جانے پر پابندی عائد کی تھی۔ جواب دہندگان کا جواب یہ ہے کہ درخواست گزار کو حکومت کے تحت کسی عہدے کے لئے درخواست دینے کے حق سے محروم نہیں کیا گیا ہے، حالانکہ جب تک 'پابندی' موجود ہے، درخواست گزار کی طرف سے حکومت کے تحت ملازمت کے لئے کسی بھی درخواست کو نظر انداز کیا جائے گا۔ مدعا علیہان کی جانب سے اس بات سے انکار کے باوجود کہ حکومت کے تحت درخواست گزار کی ملازمت پر کوئی پابندی نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ درخواست گزار حکومت کے تحت ملازمت کے معاملے میں پابندی کے تحت ہے، اور جب تک پابندی برقرار رہتی ہے، کسی بھی سرکاری محکمے کی طرف سے اس عہدے کے لئے اس پر غور نہیں کیا جا سکتا ہے جس کے لئے وہ درخواست دے سکتا ہے، اور جس کے لئے وہ اہل پایا جا سکتا ہے۔ اگر مدعا علیہان کی جانب سے حلف نامہ میں پابندی کی نوعیت اور جواز کی واضح نشاندہی کی گئی ہوتی تو عدالت اس سوال کا فیصلہ کرنے میں بہتر پوزیشن میں ہوتی کہ آیا درخواست گزار کے پاس اس کے ساتھ کیے گئے سلوک کے خلاف شکایت کرنے کی کوئی ٹھوس بنیاد ہے یا نہیں۔ ایک شخص جو کبھی حکومت کے ماتحت ملازمت کر چکا ہے، اور جس کی خدمات اس کے پس منظر کی وجہ سے ختم کر دی گئی ہیں، وہ اس طرح کی پابندی کے تحت نہ آنے والے دیگر امیدواروں کے ساتھ برابری کی سطح پر کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ یقینا حکومت کی جانب سے لگائی گئی پابندی کی معقول بنیاد ہونی چاہیے اور اس کا ملازمت یا کسی دفتر میں تقرری کے لیے ان کی اہلیت سے کوئی تعلق ہونا چاہیے۔ لیکن حکومت کے ماتحت کسی خاص شخص کی ملازمت پر من مانی پابندی لگانا یقینی طور پر

آئین کے آرٹیکل 16(1) کے تحت ضمانت شدہ روزگار کے مساوی مواقع کے حق سے انکار کے مترادف ہوگا۔ اس معاملے میں مدعاعلیہان کی طرف سے دائر حلف نامہ پابندی کی نوعیت کی نشاندہی نہیں کرتا ہے، اور پابندی کی نوعیت جو بھی ہو، ایسا نہیں لگتا کہ درخواست گزار کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے جس میں اسے اس کے خلاف مجوزہ کارروائی کے خلاف وجہ دکھانے کا موقع دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم یہ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں کہ پابندی کی وجہ، چاہے اس کی نوعیت کچھ بھی ہو، حکومت کے تحت ملازمت یا تقرری کے لیے ان کی اہلیت کے سوال سے منصفانہ تعلق رکھتی ہے۔

لہٰذا یہ بات قابل ذکر ہے کہ درخواست گزار کو آئین کے آرٹیکل 10(1) میں شامل ریاست کے تحت ملازمت یا کسی بھی عہدے پر تقرری کے معاملات میں مواقع کی مساوات کے آئینی حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ جب تک یہ پابندی برقرار رہے گی، درخواست گزار کی جانب سے ریاست کے تحت ملازمت کے لیے کی جانے والی کسی بھی درخواست کو فضلے کے کاغذ سمجھا جائے گا۔ آئین کے ذریعہ ضمانت دی گئی بنیادی حق نہ صرف حکومت کے تحت کسی عہدے کے لئے درخواست دینا ہے بلکہ اس عہدے کے لئے میرٹ کی بنیاد پر غور کرنے کا مزید حق ہے جس کے لئے درخواست دی گئی ہے۔ ظاہر ہے، یہ حق اصل میں اس عہدے پر تعینات ہونے تک نہیں ہے جس کے لئے درخواست دی گئی ہو۔ بظاہر جس 'پابندی' کی شکایت کی گئی ہے وہ ان کے میرٹ پر غور کیے جانے کے خلاف ہے۔ یہ ایک ایسی پابندی ہے جو اسے اس ضمانت شدہ حق سے محروم کرتی ہے۔ نتیجہ واضح ہے کہ درخواست گزار کے ساتھ منصفانہ سلوک نہیں کیا گیا ہے۔

لہٰذا درخواست منظور کی جاتی ہے اور مدعاعلیہان کو ہدایت جاری کی جاتی ہے کہ وہ درخواست گزار کے خلاف عائد پابندی ختم کریں۔ درخواست گزار اپنے اخراجات کا حقدار رہے۔

درخواست منظور کر لی گئی

Sheikh Javiad Alam
2024.06.12 15:08
I am the author of this document